۹۴۳/۱۱/۵
۱۳

۱۷۳/۲۲۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ !

ایک ایپ ہے جس کا نام NGR ہے، یہ سولر انرجی کا کاروبار کرتا ہے، اس میں اکاؤنٹ بنا کر پیسے انویسٹ کیے جاتے ہیں پھر منافع ملتا ہے، اس کی کچھ معلومات منسلک ہیں، مزید معلومات گوگل اور یوٹیوب سے حاصل کئے جاسکتے ہیں۔

شریعت مطہرہ میں اس ایپ ذریعے پیسے کمانے کا کیا حکم ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

سائل: نصراللہ بگٹی

فون نمبر:03301920333

پتہ: ڈیرہ بگٹی ٹاؤن تحصیل وضلع ڈیرہ بگٹی۔

محرفت مفتی ضیاء الدین بگٹی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

الجواب حامدا و مصلیا

صورت مسئولہ میں جس "NGR" ایپلیکیشن کا ذکر کیا گیا ہے جو لوگوں سے پیسہ اکٹھا کرتی ہے اور یہ پیسہ دوسرے لوگوں کو کاروبار کرنے کے لئے دیتی ہے تو اس کمپنی کا طریقہ کار شرعی مالیاتی اصولوں کے تحت داخل نہیں ہے، بلکہ یہ قرض کا معاملہ ہے اور قرض پر نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے، اور یہ "NGR" ایپلیکیشن ملٹی لیول مارکیٹنگ کے نظام کے تحت کام کرتی ہے، اور ملٹی لیول مارکیٹنگ کے نظام میں شرعی اعتبار سے مختلف مفاسد اور خرابیاں پائی جاتی ہیں، مثلاً غرر، دھوکہ دہی وغیرہ، اس طریقہ کار میں کمپنی کی مصنوعات کھلی مارکیٹ میں فروخت نہیں ہوتیں، بلکہ پہلے صرف ممبران کو مصنوعات دی جاتی ہیں، ساتھ ہی کمپنی کی طرف سے اس بات کی ترغیب دی جاتی ہے کہ آپ مزید ممبر بنائیں اور کمپنی کی زیادہ سے زیادہ تشہیر کریں، اس پر کمپنی آپ کو کمیشن / منافع دے گی، نتیجتاً ایسی کمپنیوں کا مقصد مصنوعات بیچنا نہیں ہوتا، بلکہ کمیشن اور منافع کا لالچ دے کر لوگوں کو کمپنی کا ممبر بنانا ہوتا ہے، اور ایک تصوراتی اور غیر حقیقی منافع کا وعدہ کر کے لوگوں کو کمپنی میں شامل کر لیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

ملٹی لیول مارکیٹنگ پر چلنے والی کمپنیوں میں سے کسی جائز کام کرنے والی کمپنی میں بلاواسطہ کسی کو ممبر بنانے میں ممبر کی محنت کا دخل ہوتا ہے جس کی اجرت لینا جائز ہے، لیکن بغیر محنت ومشقت کے بالواسطہ بننے والے ممبروں اور ان کی خرید وفروخت کی وجہ سے ملنے والی اجرت لینا جائز نہیں، اس لیے ملٹی لیول مارکیٹنگ کے نظام پر چلنے والی کمپنی کا ممبر بن کر ممبر سازی کرنا اور مختلف راستوں سے مالی فوائد حاصل کرنا شرعاً جائز نہیں۔

اس لیے مذکورہ "NGR" ایپلیکیشن سے کسی قسم کا معاملہ کرنا یا اس کا ممبر بننا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کام کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

لما في القران الكريم:

﴿قَالُوا إِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبَا وَأَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾.

(البقرة:275).

وفيه أيضا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ إِنَّ اللهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا﴾.

(النساء:29).

وفيه أيضا:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾.

(المائدة:90).

و في البدائع:

وأما الذي يرجع إلى نفس القرض: فهو أن لا يكون فيه جر منفعة، فإن كان لم يجز، نحو ما إذا أقرضه دراهم غلة، على أن يرد عليه صحاحا، أو أقرضه وشرط شرطا له فيه منفعة؛ لما روي عن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أنه «نهى عن قرض جر نفعا» ؛ ولأن الزيادة المشروطة تشبه الربا؛ لأنها فضل لا يقابله عوض، والتحرز عن حقيقة الربا، وعن شبهة الربا واجب هذا إذا كانت الزيادة مشروطة في القرض، فأما إذا كانت غير مشروطة فيه ولكن المستقرض أعطاه أجودهما؛ فلا بأس بذلك؛ لأن الربا اسم لزيادة مشروطة في العقد، ولم توجد.

(كتاب القرض،فصل في الشروط،10/ 597،598،ط:رشيدية)

Scanned with CamScanner

و في التنوير مع الرد:

وَفِي الْأَشْبَاهِ كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا حَرَامٌ (قَوْلُهُ كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا حَرَامٌ) أَيْ إذَا كَانَ مَشْرُوطًا كَمَا عُلِمَ مِمَّا نَقَلَهُ عَنْ الْبَحْرِ، وَعَنْ الْخُلَاصَةِ وَفِي الذَّخِيرَةِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ النَّفْعُ مَشْرُوطًا فِي الْقَرْضِ، فَعَلَى قَوْلِ الْكَرْخِيِّ لَا بَأْسَ بِهِ.

(كتاب البيوع،فصل في القرض،مطلب: كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ نَفْعًا حَرَامٌ،7/ 413،ط:رشيدية).

و في درر الحكام شرح مجلة الأحكام:

المسألة الثانية والثلاثون - كل قرض يشترط فيه منفعة فهو حرام هذا إذا كانت المنفعة مشروطة في العقد فإن لم تكن مشروطة فدفع أجود فلا بأس (الطحطاوي).

(المبحث الثاني عشر في حق المعاملة،أي في حق الإقراض و الدين،3/ 88،ط:دار الكتب العلمية بيروت)

و في صحيح البخاري:

عن الشعبي عن النعمان بن بشير رضي الله عنه قال : قال النبي صلى الله عليه وسلم: ((الحلال بين والحرام بين وبينهما أمور مشتبهة فمن ترك ما شبه عليه من الإثم كان لما استبان أترك ومن اجترأ على ما يشك فيه من الإثم أوشك أن يواقع ما استبان والمعاصي حمى الله من يرتع حول الحمى يوشك أن يواقعه)).

(كتاب البيوع،باب:الحلال بين والحرام بين،ح2051،3/ 53،دار طوق النجاة).

و في تفسير ابن كثير:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾. (المائدة:90).

قال ابن كثير رحمة الله عليه في تفسير هذه الاية :يقول تَعَالَى: نَاهِيًا عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِينَ عَنْ تَعَاطِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَهُوَ الْقِمَارُ.

(تفسير ابن كثير:2/ 546، 547،ط:دارالكتاب العربي).

وفي روح المعاني:

وقال العلامة الآ لوسي رحمة الله عليه: ومن مفاسد الميسر أن فيه أكل الأموال بالباطل وأنه يدعو كثيرا من المقامرين إلى السرقة وتلف النفس وإضاعة

Scanned with CamScanner

العيال وإرتكاب الأمور القبيحة والرذائل الشنيعة والعداوة الكامنة والظاهرة وهذا أمر مشاهد لا ينكره إلا من أعماه الله تعالى وأصمه.

(2/ 114،115، دار احياء التراث العربي).

وفي الرد:

مطلب:في أجرة الدلال.

تتمة:قال في التاترخانية: وفي الدلال والسمسار يجب أجر المثل، وما تواضعوا عليه أن في كل عشرة دنانير كذا فذاك حرام عليهم. وفي الحاوي سئل محمد بن سلمة عن أجرة السمسار، فقال أرجو أنه لا بأس به، وإن كان في الأصل فاسدا لكثرة التعامل وكثير من هذا غير جائز فجوزوه لحاجة الناس إليه كدخول الحمام.

(كتاب الاجارة،باب ضمان اللأجير، (مطلب في أجرة الدّلاّل، 9/ 107،ط:رشيدية)فـقـط.

والله تعالى اعلـــم بالصـواب

كتبـــه:محـمـد يـاسـر خـان

المتخصص في الفقه الإسـلامي

بالجـامعة الفـاروقية بكراتشي

1443/11/23هـ2022/06/23م

الجواب صحيح

السبح

٢/١٢/١٤٤٣هـ

الجواب صحيح

٢/١٢/١٤٤٣هـ

Scanned with CamScanner